Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal   Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal   Impact Factor 4.94   ISSN No. 2456-1665

Journalism of Qamar Iqbal : An Analytical Review

قمر اقبال کی صحافت کا جائزہ

تحریر: سید فرید احمد نہری
(اسوسی ایٹ پروفیسر وصدر شعبہ اردو، ملیہ آرٹس، سائنس اینڈ مینجمنٹ سائنس کالج، بیڑ مہاراشٹر)

قمر اقبال نے بحیثیت ایک صحافی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیا۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ خبروں کی ترتیب کے مراحل میں مکمل سرگرمی دکھائی بلکہ ہمہ تن وگوش اندرونی صفحات کی ذمہ داریاں بھی بحسن وخوبی نبھائیں۔ یادرکھئے کہ اخبار کے باہری صفحات جن پر صرف خبریں شائع ہوا کرتی ہیں ان کا مزاج اور ترتیب داخلی صفحات پر شائع ہونے والے مضامین، تبصرات اور ادبی تخلیقات سے بالکل جدا گانہ ہوتا ہے۔ قمر اقبال کے ذریعہ علاقہ مرہٹواڑا کے مقبول ترین روزنامہ اورنگ آباد ٹائمز جیسے مؤقر اخبار کی ادارتی ذمہ داریوں کو نہ صرف یہ کہ بحسن وخوبی نبھایا گیا بلکہ اُن میں اس قدر حسن وزیبائش پیدا کی گئی کہ قمر اقبال کے زمانے میں اخبار کی ڈیمانڈ ایک گرما گرم پروڈکٹ کی طرح تھی۔ ہر قاری منتظر تھا کہ آج کیا پڑھنے کو ملے گا۔ اخبار کے صفحات اور ہر کالم میں تروتازگی کا احساس تھا۔ نئی نسل کی آبیاری ہورہی تھی۔ کئی صحافی، ادیب وشاعر اسی اخبار کی دین ہیں جس کی تزئین میں سب سے بڑا کردار قمر اقبال کا تھا۔

قمر اقبال نے خود اداریے تحریر کئے۔ خود خصوصی مضامین کیلئے قلم چلائی۔ روزانہ غزل، ہزل، بات سے بات، بال کی کھال جیسے کالم لکھ کر قارئین کے ذوق کا سامان کیا۔ کتابوں پر تبصرے لکھے۔ ملک کے سلگتے ہوئے موضوعات پر اپنی قلم چلائی اور اپنے قاری کو بیدار رکھا۔

قمر اقبال ریزروٹائپ کے شاعر وصحافی نہیں تھے۔ وہ عوامی شخصیت کے حامل تھے۔ عوام میں رہنا، نشست وبرخاست ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ یہی بات تو تھی کہ انہوں نے صحافت کا رویہ عامۃ الناس کی فلاح وبہبودی کے لئے اختیار کیا تھا۔

قمر اقبال کا کردار اورنگ آباد ٹائمز کے حوالے سے کتنا اہم رہا ہے اس اخبار کے ایک ملازم سمیع الدین اطہر (اورنگ آباد) کی زبانی ملاحظہ کیجئے :

> " روزنامہ اورنگ آباد ٹائمز میں قمر اقبال ہر روز ایک ہزل لکھتے اور اس کا تخلص علامہ گمنام منسوب کرتے، جس دن علامہ گمنام اخبار میں نظر نہیں آتے، اخبار کا مزہ ہی چلا جاتا چونکہ عوام وخواص میں ان کی ہزل بڑی مقبول تھی۔ اورنگ آباد ٹائمز کے سنوارنے اور نکھارنے میں قمر اقبال نے کافی جدوجہد کی۔ سکندر علی وجدؔ اور سراج اورنگ آبادی اورنگ آباد ٹائمز کا سالانہ نمبر، بڑے خوبصورت نکالا کرتے۔ قمر اقبال اکثر کہا کرتے کہ شاعر عوامی ہو۔ عوام میں پہچان

ہو۔انھوں نے بغیر نام لئے کچھ شعراء کے بارے میں بحث ومباحثہ کے دوران کہا تھا کہ صرف کتابوں میں شاعری کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔شاعر تو وہ ہے جو عوام کے ساتھ رہے۔میں اس بات سے متفق ہوں اور یہ بات قمر اقبال میں بدرجہ ئ اتم موجود تھی۔وہ اکثر مشاعروں میں شریک رہتے اور مشاعروں کے بعد اپنے بیگانوں کے ہمراہ گھوما کرتے کہ: میں "ایک شاعر ہوں اور شاعر لوگوں سے الگ تھلگ کیسے رہ سکتا ہے۔"

(قمر اقبال: سمیع الدین اطہر،اورنگ آباد ٹائمز،۲۲/جولائی ۱۹۹۰ء)

قمر اقبال کے قلم میں تلوار کی دھار تھی۔اُن میں سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ بتانے کی ہمت تھی۔

قمر اقبال کی صحافتی زندگی کا آغاز واتمام اورنگ آباد ٹائمز پر ہی ہوا۔وہ ایک ہی کے دامن سے تاعمر وابستہ رہے اور ایک ہی شخص نے اُن پر ہمت سے بڑھ کر بھروسہ کیا۔وہ شخص علاقہ مہاراشٹر کا معروف ومؤقر اردو روزنامہ اورنگ آباد ٹائمز کے ایڈیٹر عزیز خسرو تھے۔عزیز خسرو نے ابتداء تا آخر قمر اقبال سے یارانہ نبھایا۔یہ رشتہ مالک ونوکر کے درمیان کا نہیں رہ گیا تھا بلکہ آپسی اخوت،صلہ رحمی اور محبت کی پیش خیمہ بن گیا تھا۔یہ دونوں دوست بھی تھے اور ایکدوسرے کے ہمدرد وغمگسار بھی۔عزیز خسرو اس رشتے کی تمہید کچھ اس طرح باندھتے ہیں:

" قمر اقبال سے میرا رات دن کا تعلق ہے اور ساتھ ہی وہ اورنگ آباد ٹائمز کیمپ کے ایک اہم ممبر ہیں۔اس لحاظ سے ہم سب ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں۔میرا تعلق ان سے ان کی شاعری تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس تعلق کی جڑیں بہت دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ان کے دن سکھ کو میں اور میرے دکھ سکھ کو وہ نظر انداز نہیں کرسکتے بلکہ اس کا احساس دونوں ہی کے دلوں میں یکساں طور پر ہوتا ہے۔قمر اقبال اور میں ایک دوسرے کے رفیق بھی ہیں، دوست بھی اور غمگسار بھی۔اس کے ساتھ ہی ہم ایک دوسرے کے مزاج کو بھی سمجھتے ہیں۔قمر اقبال بڑی مرنجان مرنج اور باغ وبہار قسم کی شخصیت کے مالک ہیں۔بعض معاملات میں بچوں کی سی ضد کرتے ہیں اور اکثر ان کی ضد کے سامنے ہتھیار بھی ڈالنے پڑتے ہیں۔کبھی ہم دونوں میں ایسا ہوتا ہے کہ تم اپنا منہ ادھر کرلو ہم اپنا منہ ادھر کرلیں۔مگر یہ سلسلہ کچھ ہی دن چلتا ہے۔اور پھر بات چیت شروع ہوجاتی ہے۔"

(قمر اقبال اور میں: عزیز خسرو،اورنگ آباد ٹائمز،اورنگ آباد)

سبھی جانتے ہیں کہ قمر اقبال کی بے پناہ صلاحیتوں کے باوجود اورنگ آباد ٹائمز جیسے کثیر الاشاعت مقبولِ عام اخبار کا پلیٹ فارم اگر میسر نہ آتا تو قمر اقبال کی شخصیت اس قدر معروف اور مشہور نہ ہوتی۔اورنگ آباد ٹائمز نے قمر اقبال کو اورنگ آباد و مرہٹواڑا کی گلی کوچوں تک پہنچایا۔کیونکہ اس اخبار میں روزانہ ہی ان کی تخلیقات کے الگ الگ اور بیش بہا نمونے شائع ہوا کرتے تھے۔قارئین کے ذوق کا تمام سامان اورنگ آباد ٹائمز میں قمر اقبال کے حوالے سے میسر تھا:

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 4.94
ISSN No. 2456-1665

" قمر اقبال کے ساتھ بھی معاملہ کچھ ایسا ہی ہے۔ اردو صحافت نے ان کے فن اور شعور کو نکھارنے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ صحافت انسان کو بالغ النظری اور وسیع النظری کے ساتھ سوچنے اور ذمہ داری کے ساتھ قلم اٹھانے پر مجبوری کرتی ہے۔ غیر ذمہ داری کے ساتھ قلم اٹھانے والا صحافت میں دو گام بھی نہیں چل سکتا۔ لہٰذا اگر میں یہ کہوں کہ قمر اقبال کی شاعری میں ذمہ داری کا جو احساس پایا جاتا ہے۔ وہ اورنگ آباد ٹائمز کی دین ہے تو بیجا نہ ہوگا۔"

(قمر اقبال اور میں: عزیز خسرو، اورنگ آباد ٹائمز، اورنگ آباد)

لیکن دوسرا پہلو بھی بڑا روشن ہے کہ قمر اقبال کے بغیر اورنگ آباد ٹائمز بھی اپنی حیثیت میں اُتنی بلندی کو نہ پہنچتا جتنا وہ آج ہے۔ قمر اقبال مشہور و معروف اسی لئے ہوئے کہ ان کے کلام میں پذیرائی حاصل کرنے کی قدرت اور قابلیت تھی۔ قمر اقبال نے سطحیت اور گہرائی دونوں کی پیمائش کی۔ ایک روزنامہ اخبار کے قارئین کا حلقہ دانشمند، ادیب، شاعر، مزدور، ملازم، نوکری پیشہ، بردہ فروش، ہوٹل مالک، علماء و فضلاء اور عامیوں کے ایک وسیع ترین گروہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ یقیناً ان سب کی تشنگی کو بجھانا یہ ایک عام ادیب یا عام صحافی کے بس کا کھیل نہیں تھا۔ شاعری میں سطحی موضوعات پیش کرنا اور اس میں معیار کو باقی رکھنا منہ کا کھیل نہیں ہے۔ بلکہ اس میں بھی مشقت و محنت کی کسوٹی سے گزرنا پڑتا ہے۔ قمر فطرتاً نہایت حساس واقع ہوئے تھے۔ عزیز خسرو اور قمر اقبال کے درمیان محبت، انسیت اور ہمدردی کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی ترشی بھی آجاتی تھی۔ لیکن یہ سد بداہٹ زیادہ دیر تک قائم نہ رہتی اور عزیز خسرو یا قمر اقبال دونوں میں سے کوئی ایک پہل کرتا اور حالات معمول پر آجاتے۔ ایک دوسرے کو سمجھنے کی یہ صلاحیت دونوں ہی میں تھی۔ ایسے ہی ایک واقعہ کے نتیجہ میں ان کی مشہور غزل وجود میں آئی تھی۔ قمر کے قلم میں کسی انسان کا غصہ فرو کرنے کی بھی طاقت تھی یہ ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے عزیز خسرو کی تحریر:

روٹھنے کی بات پر ایک واقعہ یاد آیا۔ جس کے نتیجے میں ایک خوبصورت غزل وجود میں آئی۔ آپ بھی سنئیے۔ ایک بار قمر اقبال جلالی کیفیت میں مبتلا تھے۔ چڑچڑے اور بد مزاج ہو رہے تھے۔ مسلسل کئی روز تک بلا اطلاع دفتر سے غائب رہے۔ ان کی غیر موجودگی کے باعث اخبار کا معمول متاثر ہو رہا تھا۔ ان کی تلاش میں آدمی دوڑائے گئے لیکن لا حاصل !

ان کے ساتھ مصیبت یہ ہے کہ جب پہلے دن بلا اطلاع کے غائب رہتے ہیں تو دوسرے دن خفت مٹانے کیلئے غائب ہو جاتے ہیں۔ تیسرے دن اس شرمندگی میں مزید اضافہ ہوتا ہے اور اس طرح یہ سلسلہ بسا اوقات کئی روز تک چلتا رہتا۔ مجبوراً انہیں تلاش کروانا پڑتا ہے۔ اور ایسا موقع فراہم کرنا پڑتا ہے کہ ان سے سامنا نہ ہو۔ جب وہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھ جاتے ہیں اور کام میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بات آئی گئی ہو جاتی ہے۔ ہاں تو! ان دنوں یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا۔ میں بہت الجھن میں مبتلا ہو گیا۔ بالآخر میں نے جھنجھلا کر ان کے مکان پر کہلوا دیا کہ "وہ اب کام پر نہ آئیں۔" یہ اطلاع قمر صاحب تک پہنچی۔ دوسرے ہی دن وہ جلالی کیفیت میں میرے دفتر میں در آئے۔ میں

نے اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا"قمر صاحب آپ چلے جایئے۔" وہ دفتر کے ویٹنگ روم میں بچھے پلنگ پر جاکر لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد اپنے ایک شاگرد کو جو ادارہ میں کاتب کے فرائض انجام دیتا تھا، آواز دی۔ وہ ذرا سہا جب ان کے پاس پہنچا تو نادر شاہی حکم ملا"لکھو۔ میں جو کہتا ہوں۔" اور پھر انہوں نے لکھوایا۔

خودی کی خاطر نہ زمانے کے لئے زندہ ہوں

قرض مٹی کا چکانے کے لئے زندہ ہوں

اس طرح یہ خوبصورت غزل وجود میں آئی۔ وہ غزل انہوں نے میری نذر کی۔ غزل پڑھ کر میرا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا اور پھر حالات معمول پر آ گئے قمر اقبال کی دوسری کمزوری الگ ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا وہ ہر ایک سے عاجزانہ انداز میں انکساری سے ملتے ہیں۔ ہر کسی کی فرمائش یا مرضی کو قبول کر لیتے ہیں۔ نتیجہ کے طور پر اکثر و بیشتر پریشانیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔

(قمر اقبال اور میں: عزیز خسرو، اورنگ آباد ٹائمز، اورنگ آباد)

ظرافت میں قمر اقبال کا جواب نہیں۔ لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ قمر اقبال میں کبھی تو اتنا غم ہے کہ ان کا غم دنیا ہے اور دنیا کا غم اُن کا غم۔ جیسے غم کا منبع انہی کا سینہ ہے۔ لیکن جب ظرافت اور مزاح پر آتے ہیں تو ان کا کلام پڑھ کر کوئی یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہی وہ شاعر ہے کہ جس کی شاعری پر لوگوں کے قلب میں بھونچال آ جاتا ہے اور غم واندوہ گھر کر جاتا ہے۔ ہزلیات میں قمر اقبال نے علامہ گمنام اورنگ آبادی کے تخلص کے ساتھ قمر اقبال نے قارئینِ اخبار اورنگ آباد ٹائمز کی بڑی خاطر کی۔

بال کی کھال کے عنوان سے لفظ"گلا"پر کس طرح سے خامہ فرسائی کی ہے کہ گلے سے جڑی تمام باتوں کا احاطہ کر لیا ہے۔ ایک ہی لفظ کے مشتقات اور انسلاکات کو اپنی مختصر مگر جامع تحریر میں تحقیقی انداز میں پیش کرنا ایک فنکار کا کمال ہی ہے۔ جس تحریر پر مستقل کئی ابواب باندھے جاسکیں اور مقالہ مکمل کیا جاسکے اس تحریر کو جیسے ایک ہی مختصر کالم میں دلچسپ اور معنیٰ خیز انداز میں پیش کیا جاتا رہا۔ قمر اقبال اس کالم کے مؤجد ہیں۔ وہ ایک پی ایچ ڈی ڈگری کے حامل محقق تو نہیں تھے لیکن ایسے محققین سے کئی قدم پیش پیش تھے۔ انہوں نے"گلا"اس لفظ کی اہمیت بتاتے ہوئے ذیل کالم میں خوبصورت طنزیہ اور مزاحیہ امتزاج کو پیش کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ ان کے اس کالم کا اختتام کسی نہ کسی لطیفے پر ہوتا ہے جبکہ کالم کی ابتداء میں اصطلاحی، لغوی اور معنوی مفاہیم کو پیش کیا جاتا ہے، اس کے بعد اس لفظ کی زندگی میں کیا اہمیت ہے اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

قمر اقبال نے بال کی کھال عنوان کے تحت لفظ کی تحقیق کے ساتھ ساتھ مزاحی پہلوؤں کا بھی خیال رکھا ہے۔

غرض کہ قمر اقبال نے بحیثیت صحافی قرطاسِ اخبار پر اپنے قلم سے صحافت وادب کی عمدہ فنکاری پیش کی۔ اخبار کا اداریہ لکھنا ہو تو قمر اقبال لکھ دینگے، بال کی کھال کا نیا موضوع قمر اقبال ہی سے پوچھئے، قمر اقبال ثلاثی، رباعی اور غزل کے علاوہ بات سے بات، اس ہفتے کا شاعر

اورکتب کے تبصرے ہر ایک پر قمر اقبال کا قلم کھلا ہوا ہے۔علامہ گمنام کے نام سے بھی قاری کے ذوقِ خاطر کو تسکین پہنچائی جا رہی ہے۔ اخبار میں منورجن اور تفریح کے سارے سامان مہیا کر دیے ہیں۔یہ کارنامہ کسی اور کا نہیں قمر اقبال مرحوم کا ہے۔ مختصر حیات میں بڑے کارنامے کرنے والی یہ شخصیت اپنے قلم اور اپنی ہشت پہلو، ہمہ رنگ طبیعت کے سبب ہر کسی کو گرویدہ کرنے میں کامیاب ہے۔

ایک اخبار کی ترتیب وتزئین میں جانے کتنی صلاحیتوں کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ایک اخبار کو گویا محنت،مشقت اور ایمان داری کی بھٹی سے گزار کر ایک قاری کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ محض خبروں سے اخبار کے صفحات کی خانہ پری نہیں ہونی چاہئے۔بلکہ خبروں میں چاؤ، سرخیوں میں جاذبیت، مضامین میں صداقت، داخلی صفحات میں ہر عمر اور ہر طبقے کے لئے فکری، شعوری اور علمی مواد فراہم کیا جانا چاہئے۔بے شک بہت سے اخبار اس کاوش میں کامیاب بھی ہیں۔ لیکن بہت سے محض اپنے ذوق کی تسکین کرتے نظر آتے ہیں۔قمر اقبال اپنی ذات کو ملی مفادات سے جوڑ دیتے ہیں اسی لئے ان کا قلم لرزتا نہیں ہے۔ان کی صحافت میں افسانوی سرگزشت نہیں بیان کی جاتی۔وہ ہوا میں قلم نہیں چلاتے۔بلکہ ٹھوس بنیادوں پر اپنے قلم سے حقیقتاً عوامی نمائندگی کا عظیم فریضہ انجام دیتے ہیں۔

By :

SYED FAREED AHMAD NAHRI

Associate Professor & Head, Dept of Urdu,

Milliya Arts Science and Management Science College,

Beed-431122 Maharashtra

Mob: 9225303317

Email: sfa123.nahri@gmail.com